

فائزہ افتخار



منذر نے اہم اطلاع دی اور ساتھی ساتھ مژد
بھی۔

”تم پھرے لگاگا کے کیوں فرش گھسارتے ہیں۔
اگر تمہارا خیال ہے کہ سینڈ کی سولی کی طرح اپرے
اسپتال میں تحرک تحرک کے تم وقت کی اپیڈ بھا
سکتے ہو تو تمہارا یہ خیال غلط ہے میرے دوست۔“

”تم میشے میری غلطیاں نکالتے رہو۔“ وہ جل گیا
”میں یوچھتا ہوں تم یہاں آئے کیوں؟“
”تمہارے چہرے پر ”بیتا“ کا نور دیکھنے۔“
”وہ کیا لیا؟“

”نسے“ منذر نے زور سے نفی میں سرہلا یا۔
”یار! تم خدا کے لیے باہر چلے جاؤ۔“ عون نہادہ
جوڑ دیے۔

”سوچ لو“ میرا بلڈ گروپ اور بھائی کا بلڈ گروپ چی
کرتا ہے اس لیے انکل نے کل سے باندھ کر بھایا ہے
ہے کہ خدا خواستہ ضرورت نہ پڑ جائے۔“

”اگر تم تھوڑی در اور میرا دلخ چانتے رہے تو مجھے
ضرورت پڑ سکتی ہے گلوگوزکی۔“

”تمہیں میں اتنا چجھ رہا ہوں تو ٹھوٹ پھر کے میں
ہی پاس آگر کیوں بیٹھتے ہو۔“ وہ بھی تپ گیا۔ ”بلد
تمہارے اتنے چاہنے والے ہیں۔ جاؤ کشی کے بھی پہلے
سے لگ کے بیٹھ جاؤ۔“

عون نے سلے اسے حسب تو قش گھورا پھرا کیے
مشورے پر عمل کرتے ہوئے دائیں بائیں نظر
دوڑائی۔

”یا اللہ... یہ وقت اتنی سُتی سے کیوں رینگ
رہا ہے؟“

اسپتال کے گائی وارڈ کے نہستہ کوریڈور میں مسل
محل کے وہ تھک گیا تو ماربل کے چکنے پنج پر منذر کے
ساتھ بیٹھتے ہوئے کہنے لگا۔

”تمہاری گھری کے سیل دیک ہوں گے۔“

غایلِ ط



ایک دانس د کہہ چاہی۔ ابو سارا۔
زارا کی ای اور جا بھی سے ہی اونک موجود تھے
ابو اخبار پڑھتے میں گرد تھے اور انی پنج سورہ میں
سے کسی درود کا ورود کر رہی نہیں۔ دادا اور زارا کی ای
جائے نماز بچھائے نفل کی نیت کے نیمی نہیں جبکہ
زارا کی بن سارا اور اس کی بجا بھی تازش ایک
پورے کو تقدیمی انخلوں سے محورنے پر مجبور
ہیں۔ (ند بجانن جو نہیں۔)

منذر تھیک کہہ رہا تھا۔ یہ سب اس کے چل بنے
ولے ہی تو تمہے مگر اس مشکل صورت حال میں کسی
کے پہلو سے لگ کر بیٹھنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔
منذر کا جو خدمت تھا۔ کم از کم اس پر نہ اپنی بے تابی
اور ایکسانٹھٹ کی بجز اس تو نکل سکتا تھا۔
آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا۔ خرانٹ سی شکل والی
زس باہر نکلی۔

ای اور عون بیک وقت اس کی جانب لے کے۔ زس
کی معترضانہ نکابوں نے ان دونوں کو دو قدم کے فاصلے
پر نشک کر کر جانے۔ مجبور کیا۔ ان کے ساتھ ہی
براون سناری سوت والا جنگا اور فریہ ادھیڑ عمر شخص اور
اس کے ساتھ اس سے ذرا اور اڑھی بولی عمر والی
عورت بھی لپک کے زس کو روئھنے آئے۔
زبری نے اپنی پیشہ درانہ سکراہٹ ان دونوں کی
طرف نفل کی۔

"مبارک ہو۔ مٹاہو ابھے۔"
"یا اللہ۔ تیرا شکر ہے۔" سناری بہت والے
شخص کا سینہ اور جوڑا ہو گیا۔ بس دو تین بیٹھنے کی
کسرہ ہی۔ اس کے ساتھ موجود خاتون کے چہرے
البتہ ایک عجیب سی ہائی چھاگنی اور اس نے حدوانع
مالوی اور سکھنے پن کے ساتھ زبری کی خوش نظر آنے کی
کوشش کر لی۔ ہونق نظر آرہی تھی۔ اور
لرزہ (لہیٹنی) بروڈا کا۔ (بھی اندر رینجہ اٹھ لئے سزا)

حنة نے زس کی توجہ انی جانب سنبھال کر اٹھا۔
(لہیٹنی) رکھنے کا۔ (لہیٹنی) سزا

"ایسا بایا میرے پنڈ میں ہوتا تو ساری برادری اٹھا۔
مل کر چھتر لگاتی۔ بے شرم۔ نوٹے سلسل کی عمر مدد
کون سا چاہو جیڑھاتا۔" دادا جلال میں آنکھیں۔
"خال جی! آپ کی درمیانی والی بسو کہاں ہے۔"

"میرا معصوم بچہ اسی کی خوفناک شکل سے ہے۔
زدہ ہو گا جو دنیا میں آنے کی ہمت نہیں ہے؛ رہنے
کے۔" عون نے نلہیں میں کما اور پھر رہ سکا۔
سبنو والے شخص کو مبارک باروی۔
"مسارک ہو آپ کو پوچھئے کی۔"
"جی؟" دوزرا ہڑڑایا۔ پچھو گز رہایا۔
"آپ دادا بنے ہیں یا ناٹا؟" عون نے دیکھنے
کی۔ "باپ بنا ہوں۔" اپنی ٹاگواری جانتے بچے مثہل
ایک محسوس کیا جانے والا گھمنڈ تھا۔
"جی؟" اس باریہ لفظ ادا کرنے کی باری غونت
تھی۔
حنة نے یہ چونکا دینے والی خبر ساری اور سر
تک پہنچانے میں ایک منٹ کی دیرنہ لگائی اور
سب اپنی تبعیع اور وظائف و ترقی طور پر بھول کے۔
خبر پڑے کہ رہے تھے۔
بے چارہ عون اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔ جب:
سالہ سالہ شخص نے بتایا کہ وہ ناٹا یا دادا نہیں بلکہ
ہے۔
"آئے ہائے۔ چٹا بھانٹا تے عقل دا گھٹا۔"
دادا نے ہاتھ ملے۔
"خالہ جی، پچھے پیدا کرنے میں عقل پا کیا ہے؟"
زارا کی ای نے کہتا اخیا۔
"عقل کام کرتی ہوتی اس نامزاد کی توقیت ہے۔"
پیدا کیے ہوتے آج کاندھے برابر ہوتے۔ وہ سچے
پوتے نواسے کھلا رہا ہوتا۔ اب اس بذے ہے:
پورٹ مبدلے چاکے کے۔
"ولی امال جان۔ اللہ کے رنگ زرانے
چاہے ماڑا تو خڑا میں پھول اکادے۔" د کھہ ہی
نے رقت بھرے بچے میں کہا۔
"ادر ہمارا شیغان میں تو ایک نوئے سل کی بیان
ولاد ہوئی تھی۔"
"ایسا بایا میرے پنڈ میں ہوتا تو ساری برادری اٹھا۔
مل کر چھتر لگاتی۔ بے شرم۔ نوٹے سلسل کی عمر مدد
کون سا چاہو جیڑھاتا۔" دادا جلال میں آنکھیں۔
"خال جی! آپ کی درمیانی والی بسو کہاں ہے۔"

"تمہاری بھائی کی طبیعت تھیک نہیں ہے کیا؟"
دادی نے ٹکڑا سارس گلا چھانٹ کر منہ میں ڈالتے
ہوئے سوال کیا۔
"بھائی کی تو دو سل میلے وفات ہو گئی تھی تھی۔"
سناری سوت والی کی چھیلی ہوئی باچھیں ذرا سی
سمیں۔
"بھائی! آج زندہ ہوئیں تو بڑی خوش ہوتی۔ بھا
شوٹ تھا انہیں میرا کا کھلانے کا۔"
"میں اس بھائی کی بات کر رہی ہوں، یہ کون ہے؟
بھر جائی؟"
"میں جی، یہ بھوی ہے میری۔"
دادی کا رس گلا طلق میں پھنس گیا۔
"لی۔ اول۔ غول۔" انہوں نے حلہ سے پچے
اتارنے کی کوشش کی۔ رس گلا بھی اور رس گلا
کھلانے والے کی بات بھی۔
"یہ بھوی ہے؟" حنة بھی دنگ رہ گئی۔
"بھوی یہاں بیٹھی ہے، بیٹا وہاں پیدا ہوا ہے۔"
حنة بھن ایسا سائز کی کوئی نئی شعبدہ بازی ہے۔
وہ سوال جو سب کے ذہن میں پیدا ہوا تھا، اسے
زبان پر لانے میں پہل صرف زارا کی ای نے کی۔
"او لعنت بھیجیں سائز پ۔ بھن جی، سائز کسی
کام کی ہوتی تو میں اخداون سل کی عمر میں باپ ہتا۔
ستا میں سل کی عمر میں نہ بن گیا ہوتا۔ ان داکڑوں
کے بھروسے ہی میں نے جوانی کے اتنے سل مطلع
کر دیے۔ کھو، (کنوں) میں ڈال دیے۔ نئے تو وہی کام
آیا جو میری بے ہوشی میں تھی۔ اسی وجہ سے کھر
میں نے اس پر ٹھمل کرنے میں بارہ سل اور لگا
 دیے۔"
"وہ بھائی۔ ذرا باتا تو وہ نہیں میں لکھ لوں۔"
زارا کی ای نے بزوہ میں سے بل پین نکلتے ہوئے
بے تالی سے پوچھا۔ زارا کی سب سے پڑی بھائی شادی
کے نو سل بعد بھی اب تک بے اولاد تھیں اور ان کے
بارے میں ان کی ای کی تشویش سے سب ہی واقف
تھے، اس لیے حنة نے بھی جھٹ زارا کی مینڈل

فائل میں سے ایک صفحہ نکال کر ان کی جانب برمیا۔

”ہاں تو لکھا وہ بھائی۔“

وہ قلم کاغذ سنبھال کے نشانہ لکھنے کو تیار تھیں۔

”لکھیں دوسرا شادی۔“

”مہیں۔“ انہوں نے قلم پنج کے سفاری سوٹ
والے کو گھورا۔

”ہاں بہن جی۔“ پچھلے سال دوسری شادی کی
تب اللہ نے پہ خوشی کا دن دکھایا۔ یہ جو سامنے بیٹھی
ہے، یہ میری تھیں، میری اندر والی بیوی کی بابی یعنی
میرکی بڑی بیوی ہے۔“

”پچھے زیادہ ہی بڑی ہے۔“ وادی نے بڑیرہا کے کہا۔

”بس! آپ کی نند گھست نظر میں آ رہی؟ کیا خیر
سے اس کا بھی وقت قریب ہے؟“

چند منٹ مزید سر کے تھے کہ اب زارا کی امی کو
گھست پھوپھو کے بارے میں تشویش ہونے لگی۔

”اللہ نہ کرے۔“ حسنہ والی گئی۔

”ہائے ہائے بہن۔ آپ غلط سمجھیں۔ میں
خدا نخواستہ آخری وقت کی بات نہیں کر رہی۔ میں

دیواری بہن رانی پہ آئے والا ہے۔“

”میں بھی اسی وقت کا تصور کر کے کانوں کو ہاتھ لگا
رہی ہوں کہ اللہ نہ کرے۔“

حسنہ کی آنکھوں میں گھست کے آفت کے پر کالہ
پانچ کیپانچ بچے گھونے لگے۔

”مامی۔ مامی۔“ صرف ان کے چہرے، یہ نہیں،
ان کی آوازیں بھی کانوں کے آس پاس گم گئیں۔

حسنہ کانوں میں انکلی ڈال کے اس منظر کو بھلانے لگیں۔
مگر سامنے انہی نظر نے ذہن کو جھینجھوڑ کر یقین دلایا کہ

وہ ان کا تصور نہیں، حقیقت تھی۔ گھست بعد اپنے پانچ
بچوں کے سامنے موجود تھی۔

رسانہ (د) بھائی بیوی نہ لائی کروز پر ایکھٹے کوڑا کی میرے
یاں سے۔“

(رسانہ (د) ہاں بھائی بیوی نہ لائی کروز پر ایکھٹے کوڑا کی میرے
نوٹ کا بجاوانے سالوں پر سکر کر رکھی تھیں۔) ”انہوں

نے بے زاری سے کہتے ہوئے بُوہ گھول۔
”اہا! دیکھا۔ بھائی بھی اپنی سمدھن کے ماں
میری بے عزتی کر رہی ہیں۔“ گھست نے مل کے
میں صور پھونکا۔

”تو خود بڑا اپنی عزت کرتا ہے۔“ امل کا ترن
نہیں تھا بڑی کی مل جوئی کا۔ انہوں نے مزید تم
چھڑ کا۔ ”بھی تو رکھتے کا کرایہ پلے سے دے دیا کر۔“
”مال سے“ وہ نہنکی پھر صورت حال دیکھ کر،
کپاس کھک آنے کو ہی بستر جانا۔

ڈکھونے سے میرے پچے لٹنا زارا سامنے لو
ہے تمہارا۔ نکرنہ کرو میری جان! زارا بالکل نہ
ٹھاک ہوگی۔ ”وہ اسے پچکارنے لگی۔

”ہاں۔ لذت کھیل رہی ہوگی۔“
حسنہ نے جل کے اضافہ کیا جس پر خلاف آڑ
خلاف فطرت گھست نے مخفی گھورنے پر اکتفا کیا
”گھوری“ بہت کے زارا کی امی کی گود میں رکھ دی
کے ڈبے پہ چلی گئی جو کھلا پڑا تھا اور براومن سد
سوٹ والے نئے نئے باپنے دیا تھا۔

”مشھائی جا۔“ گھست کے دیدے باہر کو امی آئے
”پہلی بار دیکھی ہے کیا؟“ امل نے تاکواری
اس ندیدے پن کا منظاہرہ کرنے پہ بیٹی کو نوکا۔

”یہ مشھائی۔ یہ کس خوشی میں؟“
”لڑکا ہونے کی خوشی میں۔“

زارا کی امی کی جانب سے خوشی خوشی نہ۔
اطلاع پر وہ بتتے سے اکھڑ گئیں۔

”کیا۔ لڑکا ہوا ہے اور کسی نے مجھے بیٹا
نہیں۔ میں پاگلوں“ بے وقوف کی طرح دوڑی پڑی
ئیہ جانے بغیر کیتے۔“

وہ رورہی تھی اور حسنہ کو فت سے سوچ رہی تھی
بچوں کے سامنے موجود تھی۔

”تم تو خیر ہیشہ ہی یا گلوں اور بے وقوف کی لمبے
آتی ہو۔“ اس میں نئی بات کون سی ہے۔“

”وہی کو اتنی ایسی نہیں ہوئی کہ مجھے بتا دیتے۔“
”یہ۔“ بتا تو رہی ہوں بہن!“ زارا کی امی

”ایک کو چپ کرانے لگتی ہوں تو دوسری شروع
ہو جاتی ہے۔ چپ کرو ساریاں، اور گھست! کان کھول
کے کن یہ مشھائی تھاں ہے تو کھائی۔ نہیں کھانی تو نہ
بولے جا رہی ہے۔“

سلوگی میں ڈینی حرمت کے ساتھ کہا۔
”محبت کو تو میں دیکھ لوں گی، اس کو کوئی چپ
کرائے۔“ امل نے بیانی دی۔
”دیکھ تو میں لوں گی“ ایک کو دیکھ لوں گی۔ مجھے
کھن میں سے کہی بجھ کے نکال پھینکا۔
”چوپھو! امکن میں سے بال نکلتے ہیں۔“
اس نکلیں صورت حال میں بھی عنون نے تصحیح کرنا
انداز جانا۔
”اور ماڑا کمھی تو دو دھمی میں سے نکلتے ہیں۔ اتنا ارد
تو ام خانہ خراب کو بھی آتا ہے۔“
کب سے خاموش بیٹھی و گھم چاچی نے کانوں میں
رس گھول۔
”لیں گھست سسی یہ مشھائی کا کے کی ہے گھر کا۔“
امل نے بتانا چاہا مگر چکوں پہنکوں رو تی گھست
کچھ نہیں پہ تیار نہیں ہے۔
”آج میں غیر ہوئی۔ نہیں پرانی تو اسی دن ہو ہجتی
تھی جب میری ڈولی اپنی تھی اس گھر سے لیکن آج
شاید سب کے لوں سے بھی اٹھ گئی۔“
”غصب خدا کا سحد ہے دھنائی کی۔ کس صفائی
سے اس نے پورے کے پورے ڈانیلاگ چڑائے
ہیں۔ پرسوں والی قرط کے۔“
سب سے سلے حسنہ نے بچانا اور اپنی سمدھن کے
یکن میں سرگوشی کی جو ان جذباتی ڈانیلاگز پر آبدیدہ
ہونے کی تیاری کر رہی تھیں۔ یعنی چادر کا کونہ رکڑ کے
آنونکانے کی کوشش کر رہی تھیں۔
”اڑے ہاں، میں بھی کھوں۔ نانا سالگ رہا
ہے۔“
”میری بھی کچھ نہیں گیا اپنی بولے جائے گی۔“
امل نے پھر وضاحت دینے کی کوشش کی۔
”اپنی کھان اماں جی۔“ گھست آپا تو ماڑا و پارو تی کی
بولے جا رہی ہے۔“
”ایک کو چپ کرانے لگتی ہوں تو دوسری شروع
ہو جاتی ہے۔ چپ کرو ساریاں، اور گھست! کان کھول
کے کن یہ مشھائی تھاں ہے تو کھائی۔ نہیں کھانی تو نہ
بولے جا رہی ہے۔“

”او بلے او بلے او شادا۔ او بلے۔“
تھون نے دوبارہ بازداٹھا کے بھنگڑا ادا لانا شروع کر دیا
اور اس بارہہ اکیلا نہیں تھا، منذر بھی اس کے ساتھ
قعا۔

“بھجھے کئے ہیں۔”
زارا نے اترائے کے کہا۔ نقاہت سے زور ہوئے
چھر سے پہلے ایک الوہی جنگ تھی۔
”یہ والا تو زیادہ ہی کیا ہے۔“ عون نے پھر
والے کی جانب اشارہ کیا جو بڑے والے سے زرا کم
تحا۔

“بار بار بھجھے دادی کہہ کر جڑا میں مت بھا بھی!“
گھر آنے کے بعد بھی جمال سب بار بار اپنی والمانہ
خوشی کا انعام کر رہے تھے دیسِ ہمیت کو دند کے اپنے
دادی عن جانے پر غصہ آرہا تھا۔
”مے عون آج بھجھے کیمک عدا راء۔ لراء کے بھال

میں وون فی پو. میں ہوں سیے سے پس
کی بھی پھوپھی ہی رہوں گی۔ ”
”یہ نئے نئے رشتے ہیں۔ ایسا تو پلے نہ دیکھانے سن۔
اہل تمہاری اہل ہیں تو پھر تمہارے بھوؤں کی بھی اہل
ہو میں سوہا اٹھیں تاں کیوں کہتے ہیں؟“ ”
”یہ میرے نئے کہہ دیاے، بھول کوہ سکھانے کی
”تمہاری طرح رو تارہ تا ہے۔“
”کیا۔ میری طرح؟“ ”زارا نے آنکھیں
نکالیں۔ ”ویسے اسے سمجھنی پھوپھونے دی ہے۔“ ”زارا نے
آنکشاف کیا۔

”مارے گئے۔ انہیں کس نے کہا تھا۔ یہ تو
آنلیں بھی ماروالی باتیں ہوئی۔“
”کسی نے بھی نہیں کہا تھا بلکہ وادی املاں تو باقاعدہ
بچارہی نہیں مسٹر سے کوئی سمجھو پہنچی اسی کیا جو باتیں مان
جاتیں۔ بڑے والے کو سمجھنی اسی نے دی تھی۔
دوسرے کو دینے کے لیے وہ میری امی سے کہہ دیا
تھیں مگر آپکے دادی جیسا تو دوسرا انہیں جیسا ہو۔“

"اہ! آپ یہ سمجھے ذلیل کرتی ہیں۔ لعنت ہے
کیا ایسا واقعی ہوتا ہے؟" عون نے پوچھا۔
"ستہ نہیں لیکر، سے سے انتہائی سے ضرر سالا۔"
خوشی میں آتا ہوا۔

میر کے پہنچ سیل ای بول۔ "اوہ ہو محنت تاں مازاتم کس لیے غصہ ہوتا اگر اسے کرنے سے ہمارا کوئی برا خوش ہوتا ہے تو آننا رنج اک دھن میختہ بھرنا استحقاق جاتا ہے

اے داری بننا تو خوشی کا بات اے اور لوئی پر زھا
وڑھا نہیں ہوتا داری تانی بننے سے تم وہ ڈرائے
ہمارا کسا جاتا ہے عنون۔ ”
”لئکن مجھ تک نہ کام گئے۔ اگر انہیں تباہی ملے تو

ریکھو مارا۔ کسرا کیسا جوان اور خوبصورت دادی بوا۔ ”میکن نہیں تو نسلک میں ہے۔ امران بادوں سے زنگلہ کیڑا کو توں کو بچوں کے ان کارستہ تجسسی میں اس بھی سچائی سے تو میرا چھوٹا دالا تو، ہم رونوں کو تاؤں پر جانے کے لئے کامیابی کی تھی۔

و کمہ تی دیکھوئی کام آئی۔ نعمت کچھ سوچ کے مکرا چبوئے گا۔ تاک میں دم کرے ڈال سک۔

"ہاں لوگ بُھے دیکھ کے نبی بیس کے آرے یہ تو "ان و تم تو تاک کے پیچے اپنے کئے ہو۔" اُنہوں نے لکھ رکھ کر تاریخی شہریت (تاریخ ایران) میں اپنے نام لکھ لیا۔

”میں یعنی خوف زدہ وریا ہوں۔ تم جانتی نہیں ہو
پھوپھو کو۔ وادی الال جیسی لکڑہ خشم پتھر خشم خاتون کو
بھی آئندہ آئندہ آنسو رلا دیتی ہیں دینے۔“
”ایسی لیے بادی الال نے سب سے زیادہ مخالفت کی
تم ام بات کی۔“ وہاں کر کے بخشنے لگ کر

”مگر وہ بھی ضد پا از گنئیں کہ بجا بھی یہ حق استعمال کر سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں۔“

"چھوٹو بھی اپنے نام کی ایک ہیں۔"
ویسے ٹولناں میں لکھنے والی اور میرا منظہب

ہے کہ ”یو جھٹے یو جھٹے جنگل گئی۔
کیوں تسلیک آئی ہو۔ بنے تو سارا دن سرپہ نہیں

نہ ہے رہتے؟ جلی کئی تو میں نادی پھوپھوئے؟" وہ
دورا" فکر مند ہوا۔

”میں بھی جنتے کیا کہنا ہے پھوپھونے بخے تو
اتے عرصے میں نہ ہی کوئی جلی کٹی سنائی ہے انہوں نے
کارکرداشت کا

نہ کا اور کی طرح نکل لے ابے۔
”خوش آنسیب ہو۔ خیر دیکھتے ہیں بکرے کی مل کب
مگ فرمائیں۔“

میر کاں بے ہو ریس پری طا۔
لکھا۔ تم نے میرے بچے کو بکرا کھا۔ "اس کے
پکن بنگا کم تھا سب سے تھا۔

"میں تو اپنے خیال سے کہہ رہی تھی پر رسول
کرتی سے تمارے خیال اپنے بھگ اپنے اسے

"اُنہلے" عنابر کی طرح پڑھ دیا گیا۔ دو دن بعد نکلا

جن آرہے تھے اور ان کے ساتھی ہی خلہ بھی جن کو
کینڈا سے آئے۔ ابھی ایک بخت بھی نہیں ادا۔

”چھوپھو گھی رہیں تو ذہل معرکے بول گے۔“
”ذہل؟“ زارا نے پوچھا۔

بُلْكَ سُنْ وَدَادِيِّ لِرِسْ كِي۔“
ایک بات آپتاو۔ داوی کو تمہارے نتائے برکیا
کے؟

”تماں اگئے کی کوشش کرنا، کچھ سن سکن ملے تو
کچھ بھی نہیں۔“

— 1 —

"بل۔ آئی۔" اچانک انہوں نے منہ اپر کر کے اپنے پورشن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اٹھیں۔

"وہ نیچے خانہ خراب ام کو آواز مار دیتے۔" اور تین تیز قدموں کے ساتھ سرخیوں کی طرف بڑھیں۔ کسی نے روکنے کی کوشش نہ کی۔ حالانکہ سب جانتے تھے اپر سے کسی بھی نے کوئی آواز نہیں دی۔

ندہ ندہ ندہ

"یہ کیا ہے؟" شر نے اس مرحلے پر اپنی زندہ داری بھانے کا فیصلہ کیا جو انہوں نے از خود زارا کے سامنے اٹھائی تھی۔

"بھونا کیا ہے؟ اپنے بھوں کو آواز کر رہا ہو۔" وہ جنگل تا بواز دریاں کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ "ویکھا آپ نے، وکھہ چاپی کیا جاہانہ حرکت کروہی تھیں۔"

"پلے تو تم یہ میرے نیچے میرے نیچے الپا بند کو اور دوسری بات یہ کہ میں تھیں سمجھتی تھیں نہیں کہ جاہانہ حرکت کی ہے۔"

"کیا۔ یہ جاہانہ حرکت نہیں ہے۔" وہ صدمے سے بے ہوش ہوئے۔ وہی کیا۔ یعنی کہ اس کے نیچے کے ہاتھ پاؤں باندھنے مگئے اور وہ خالہ کے نزدیک کوئی اہم بات ہی نہیں۔

"بل۔ اور آج تم جلدی آگئے۔ تم نے دکھلایا، درست تو دن میں تین چار سوچنے انہیں اسی طرح باندھ کے رکھتی ہے۔"

"روزانے؟ تین چار سوچنے؟" ۳۴ سے غش آنے لگے۔ آنکھیں بھرا ایں۔ ایک بار پھر دنوں بھوں کو سینے سے لگایا۔

"میرے نیچے مجھے نہیں پڑتا۔ تمہا میری غیر موجودگی میں ان کے ساتھ ایسا سلوک ہوتا تھا۔ زارا کھلیں کہ کرنا چاہا یا نہیں۔ ایک بار پھر دنوں بھوں کے ساتھ یہ زیادتی نظر نہیں آتی؟ کیسی ماں ہے نہ؟"

کی ذات حوارا نہیں کی۔ اس کے لئے اسی بات پر کھڑے ہو گئے کہ بچے میں ہیں۔ فوراً پلے دادی اور پھر چاپی کے آس پاس نظریں دوڑا میں۔

"میرے پلے یہ کیا کیا آپ نے چاہی۔" جسے کھنڈ کھنڈ کی تھی جن پر کھہ، چاپی کو نہیں پڑھا، ہی تھیں بلکہ عجیب دھاری دار سے پڑوں میں انہیں پیٹ کر دنوں سے باندھ رہی تھیں۔ عون نے آؤ دیکھا۔ جنپا مار کے دنوں بھوں کو انھیا اور دیال کھوئے۔

"یہ کیا حرکت ہے؟ اتنی سی جان کو کوئی اس طرح باندھتا ہے؟ آخرلن بے چاروں نے کیا کیا ہے؟" "رنے مارا" ام تو ان کے آرام کے لیے ایسا کرتا ہے۔

"کیا آرام ان کو غلاف چڑھا، باختہ پر باندھنا یہ غیر انسانی سلوک ادا ہے؟"

"میں تے پیالاں ای کیوں اس کیتی ہی۔" دادی امال چونکہ پلے ہی وکھہ کو منع کر چکی تھیں اور عون کی متوجہ باراٹھی سے ذرا چکی تھیں، اس لیے وہ فوراً بھتک کے سر خود وہ میں۔

"بچے۔ امارا بات تو سنو۔ اور امارا خدا حق میں سوب لوگ ایسے ای کرتے۔ باندھنے سے بچے کو آرام لئے اس پلہی مشبوط بولی۔ اور۔" "بس کریں چاپی۔ بوتاہو گا آپ کے ہاں ایسا اگر یہ میرے نیچے ہے۔ میرے پلے۔" وکھہ چاپی کا چہرہ دھوان دھوان ہوا۔

کر کھڑکا تکڑا بچے گو دمک چمپائے اندر کرے میں چلا کیا۔

"اس کی تو وہ مثالی ہے کہ اخنوں کے کھڑکا ہوا۔ انہوں نے چوم چوم کر تھیں دیا۔" دادی نے اپنے انداز میں تبرہ کر کے ماتول کا بھاری لین کرنا چاہا یا نہیں۔ ایک بار پھر دنوں بھوں کے ساتھ یہ زیادتی چاپہ کے دنوں پر ہمیں سکراہت بھی نہ آئی۔

سے بہت کر کرتے ہیں پھر تم نے یہ کیسے سمجھا۔ تمہارے بھوں کے ایک تم ہی خیر خواہ ہو، باقاعدہ دشمن ہیں۔"

"میں نے یہ تو نہیں کہا لیکن وہ سب پر عجیب۔ میرا منظہب ہے لاپرواے ہے یہ۔" وہ جو بہوا۔

"اکل تم نے دیکھا۔ دادی بھوں کو کتنی سمجھیں۔" سے ماش کر رہی تھیں۔ اگر فلی باندھ غیر وہیں باندھ تو۔

"تمہارا اٹھا؟" زارا نے ایکبار پھر لاجواب کیا۔ "حالانکہ تم ان ہی باتوں سے ماش کر آکر۔" ہوئے ہو۔ تمہارے باختہ پر تو سلامت ہیں۔

"میری اور بات تھی۔ یہ سمجھے۔ وہ خورہی پر ہو گیا۔ شاید کہنے کے لیے کوئی دلیل تھی، میں۔" کیا یہ نیچے؟ تمہاری طرح گوشت پوسٹ نہیں ہیں؟"

"جس کو تم نے بچے جاگ جائیں گے۔" ہو، ان ہی پنڈ کی بھی پرواٹیں۔"

شرمندی اور کھیاٹ زیاد نہل آنے کی وجہ سے بھوں کی فیض کا بہانہ بنائے گئے۔ دیا اور آنکہ اپنا پسندیدہ طمع "کیسی مل، ہو تم" دہرا۔

وہی ہو گیا۔ انکرائی ٹوٹ گئی۔

وہ اپنی دھن میں اندر آر باتھا باتھے میں دیکھ رہا۔ شانگ بیکر نہیں جو یقیناً اس غدہ ٹوائز سے بہ۔ ہوئے تھے۔

حسب عادت سب سے سلے دادی کے پاس،" جہاں ان کے پاں ہی وکھہ چاپی بیٹھی شاید کہ کورچڑھاری تھیں۔ انہوں نے زیاد توجہ نہ دی۔

"یہ بتاؤ، تھیں ای زیاد پہاڑ کرتی ہیں یا دادی یا پھر (زیادتی) یا وہ کھڑکی تھیں۔" "زارا کہیں ہے؟ بچے سو تو نہیں رہتے؟ میں۔" وہ پانی دیر تک پچھہ نہ بول سکا۔

(زیادتی) (مشکل) ہے نہیں۔ (زیادتی) (صیغہ) (زمیں اٹھتی تھی) (کیوں اٹھا لائے پلے ہی اتنے۔)"

مگر عون نے کچن سے تکتی حصہ کی پوری بات:

تمہات اب کھیانی کی نہیں رہیں تھی اور شر کے چرے کی اڑی رنگت بھال ہو رہی تھی۔ تمہات کی چاپے عادت ہو ہر دوسرے کے بعد تاراض ہو کر جانے کی تھیں بار جو نکہ وجہ تازمہ تھی اور اس کے لائے پڑی تھی۔ اس لیے اسے اپنی پوزیشن بڑی آکروڑی لگ دیتی تھی۔

"اوہ کیا۔ اب ام کوئی خناہوتاے کسی بات پر۔" دکھنے اتنی اہمیت جملی۔

"اما را کشامل کرتی تھی کہ ام بھی عون کے بینے کو کھنٹی رہتا۔ مگر اماری باری نہ آیا۔ ام کوئی لڑا۔" اس پر سوچی کہ اب نہ سی "اطلی بار سی۔ عون کی بیٹی کو سمجھنے اہم ہے گا۔"

"نہیں۔" دادی نے باختہ جوڑ سے "ہمارے نیب کو جستیت کے لیے ایک ہی وکھہ کافی ہے۔ دو دلا کے کیا کرنا ہے۔"

ندہ ندہ ندہ

"مشکرے، پھیپھو تو تھیں۔" کر کے میں اگر عون نے ایک طویل انگرائی میں۔

زارا نے اسے تکمیل نہ کھا۔

"اب تھیں بالی سب کے جانے کا بھی انتشار ہو گا۔"

"تل۔" وہ گزر رہ گیا۔ انگرائی ٹوٹ گئی۔

"کیا ہو گیا ہے عون تھیں۔ ایسے کیوں ہو گئے ہو۔ یہ سب لوگ تم سے پیار کرتے ہیں، اسی لیے تمہارے نیچے بھی عزیز ہیں اسیں۔"

"میرے بھوں کو مجھے سے زیاد پیار کوئی دوسرا کیے کر سکتا ہے۔"

"یہ بتاؤ، تھیں ای زیاد پہاڑ کرتی ہیں یا دادی یا پھر (زیادتی) یا وہ کھڑکی تھیں۔" (زیادتی) (مشکل) ہے نہیں۔ (زیادتی) (صیغہ) (زمیں اٹھتی تھی) (کیوں اٹھا لائے پلے ہی اتنے۔)"

مگر عون نے کچن سے تکتی حصہ کی پوری بات:

اہنادشا ۲۶۷ ۲۰۰۷

